مرد میں امراض جسمانی کے فسخ نکاح پر اثرات کا جائزہ (فقہاء کے تناظر میں)

ڈاکٹر نثار احمد
اسسٹنٹ پروفیسر،شعبہ علوم اسلامی، فارمین کرسچن کالج یونی ورسٹی، لاہور
شبانہ کوثر ملک
اسسٹنٹ پروفیسر،شعبہ علوم اسلامی، گورنمنٹ خواجہ فرید کالج، رحیم یار خان

Abstract

This paper addresses the study of family laws for the safety of domestic life in general and for the respect of women rights particularly.In the paper a border and widened judicial study,based on Islamic judiciary,has been explored in an analytical and research based arguments.The main objectives of this article are;(i)to highlight the gender equilty through, Islamic judical family law,(ii)to inculcate and analyze, the judical views of Sunni school of thoughts on dissolution of marriage life due to disease carrier between the two, for the awareness of public, last but not least,(iii) to empower the women in society thorugh inculcating thier marriage rights.An extensive judical (Fiqhi)approaches has been made to derive the issues in this aspecct.

Keywords:Sariah,Cancellation of marriage, School of thoughts, Dissolution.

اسلامی معاشرے میں معاشرتی زندگی کی بنیادی اکائی خاندان ہے۔جس کا قیام و بقاء نکاح پر ہے۔جہاں عقد کرنے والے دونوں فریق برابر کے شریک ہوتے ہیں۔برابری کی اس شرکت میں اسلام نے عائلی زندگی کی اس تقسیم میں Gender EquityRights کو فروغ دے کر حقوق نسواں میں تفریق Discrimination کو ختم کیا ہے ارشاد باری ہے: ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف (اور ان عورتوں کے بھی ویسے ہی حقوق ہیں جیسے ان پر مردوں کے ہیں)۔عائلی قوانین (Domestic Laws) میں حقوق کی اس منصفانہ تقسیم میں اسلام جہاں خاوند کو نکاح ختم کرنے کے لیے طلاق کا حق دیتا ہے

وہیں بیوی کو بھی عدالت سے خلع (Separation) یا فسخ نکاح (Cancellation of Marriage) کا اختیار دیتا ہے۔

لغوی مفاہیم میں فسخ (Cancellation of Marriage) کا اطلاق، توڑنے، فاسد ہونے اور جدائی پر کیا جاتا ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے کہ اس نے شئی کو توڑ دیا۔(۱) الموسوعة الفقهية الكويتة میں ہے کہ: فسخ، فَسَخَ کا مصدر ہے اس کے لغت میں متعدد معانی آتے ہیں۔ زائل کرنا، اٹھانا، توڑنا اور علیحدہ کرنا۔ علامہ سیوطی اور ابن نجیم نے ذکر کیا ہے کہ فسخ کی حقیقت ،عقد کی گرہ کا کھولنا ہے۔(۲) تاج العروس میں ہے: (و) الفسخُ (الطَّرحُ)، يُقَال فسَخت عنّي ثَوبذا طَرَحتهٔ (پھینکنا کے معنی میں: میں نے اپنے آپ سے کپڑا پھینک دیا۔(و) الفَسخ: (النَّقضُ) فَسَخَ الشي (توڑنا: اس نے چیز توڑ دی۔(و) الفَسخُ (:التَّفرِيقُ)، وَقد فَسَخَ الشيءَ،ذا فَرَّقَه (علیحدہ کرنا: اس نے چیز کو) ٹکڑے ٹکڑے کرکے (علیحدہ کر دیا)(۳) محمد رواس قلعجی کہتے ہیں: رفع العقد بارادة من له حق الرفع، وزالة جمع آثار، والفسوخ: حل ارتباط العقود الطلاق والعتاق (۴) (عقد کو ارادے کے ساتھ ختم کرنا جیسے اسے ختم کرنے کا حق ہے۔ اور تمام آثار کا زائل کر دینا۔ فسخ: عقد کو کھول دینا طلاق اور غلام کو آزاد کرنے کی طرح) اور اس کے بارے میں علامہ کاسانی فرماتے ہیں: فسخ عقد کے حکم کو سرے سے ختم کرنا ہے۔ گویا کہ وہ حکم تھا ہی نہیں۔(۵)

فسخ نکاح کے اسباب (Causes) میں سے ایک بڑی تعداد طبی شعبے سے منسلک ہے جو کہ اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ قرآن وسنت اور کتب فقہ میں بیان ہونے والے فسخ نکاح کے فیصلوں کی روشنی میں آج کے امراض کو جانچا جائے اور فسخ نکاح کے لیے ایسا معیاری ضابطہ تیار کیا جائے کہ ایک طرف تو معاشرتی استحکام اس کے ذریعے سے حاصل کیا جائے اور دوسری طرف امراض کے شیوع کو بھی روکا جائے۔ اسی طرح ان امراض کی وجہ سے بیوی کو ہونے والے ضرر سے بھی بچایا جائے کیونکہ بحیثیت صنفِ نازک ہونے کے وہ اپنے ضرر کے ازالے کے لیے عدالتی فیصلے کا سہارا لیتی ہے۔

اختیار فسخ اور اس کی ضرورت

جب رشتۂ ازدواج کے مخالف حالات پیدا ہو جائیں تو قاضی (Justice) کو اختیار ہوتا ہے کہ وہ فسخ کرا دے۔ پس جب قاضی کے حکم سے نکاح ختم ہو گیا تو زوجین کے درمیان عقد کا رابطہ ختم ہو گیا اور ان دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کے لیے اجنبی بن گیا۔ فسخ تو عقد کو بنیاد ہی سے ختم کر دیتا ہے اور اس سے جو حلت حاصل ہوئی تھی اسے غیر مفید بنا دیتا ہے۔ اسی طرح فسخ میں دخول سے پہلے مہر وغیرہ لازم نہیں آتا۔(۶) علامہ محمد عبدالحیٔ فرنگی محلی لکھتے ہیں کہ: فسخ نکاح کے لیے قاضی کی شرط ہے اور اگر کہیں کفار کی حکومت ہو اور قاضی موجود نہ ہو تو بلاد اسلامیہ میں جا کر فیصلہ کروایا جائے گا۔ اگر جانا ممکن نہ ہو تو بذریعہ تحریر بلاد اسلامیہ سے فسخ نکاح کا حکم نامہ منگوایا جائے گا۔(۷) اسی طرح غیر مسلم ممالک کی عدالت کا جج اگر مسلمان ہو اور وہ فیصلہ کرتے وقت شرعی ضوابط کو ملحوظ رکھتا ہے تو اسے مسلم ملک کے حاکم کے قائم مقام تسلیم کرتے ہوئے فسخ نکاح کے سلسلہ میں اس کا فیصلہ معتبر ہوگا۔(۸) تاہم، عدم کفو کے حوالے سے فسخ کے مطالبے کا اختیار عورت کے ولی کو بھی حاصل ہوتا ہے۔(۹)

طلاق اور فسخ میں فرق

علامہ ابن حزم فرماتے ہیں:

ولا یجوز قیاس الفسخ علی الطلاق لانھما مختلفان،لاالطلاق لایکون الا بلفظ المطلق واختیارہ،والنفسخ یقع بغیر لفظ الزوج.احب ام کرہ.فلیف والقیاس کلہ باطل (١٠)

فسخ کو طلاق پر قیاس کرنا جائز نہیں اس لیے کہ دونوں مختلف چیزیں ہیں۔طلاق، دینے والے کے لفظ اور اختیار سے ہوتی ہے اور فسخ شوہر کیا لفاظ کے بغیر بھی ہو جاتا ہے۔وہ پسند کرے یا نہ کرے۔اس لیے اس کو اس پر قیاس کرنا باطل ہے۔خلع اور تنسیخ نکاح سے متعلق اسلامی نظریاتی کونسل نے تفویض طلاق کا حق تسلیم کیا ہے۔گویا عورت کا یہ حق مانا گیا ہے کہ وہ اگر خاوند کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی تو اپنی مرضی سے الگ ہوسکتی ہے، اگر معاہدہ نکاح میں شوہر نے یہ حق اسے تفویض کیا ہے۔یہ صحیح ہے کہ خلع طلاق کا مطالبہ ہے جو شوہر سے کیا جائے گا۔اگر وہ طلاق دے دیتا ہے تو نزاع پیدا نہیں ہوتا۔اختلاف تو اس وقت ہوتا ہے جب شوہر اس پر آمادہ نہ ہو۔عام اصول یہی ہے کہ جب اختلاف ہو جائے تو معاملہ عدالت کے پاس جاتا ہے۔خلع کا مقدمہ بھی عدالت میں جائے گا۔رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے فیصلوں سے واضح ہے کہ عدالت صرف اس بات کی تحقیق کرے گی کہ بیوی فی الواقعہ ساتھ نہیں رہنا چاہتی ہے۔اسباب کا کھوج لگانا اس کی ذمہ داری نہیں ہے۔یہ ثابت ہونے پر وہ لازماً دونوں میں علیحدگی کرادے گی۔عدالت عورت کو زبردستی روک نہیں سکتی۔یہ خلع کے تصور کے خلاف ہے۔

عدالت کا یہ حکم اصلاً فسخ نکاح ہے۔تاہم چونکہ تنسیخ نکاح کی دوسری صورتیں بھی ہوسکتی ہیں، اس لیے اسے الگ سے خلع کہا جا سکتا ہے۔اس ابہام سے بچنے کے لیے بہتر ہے کہ عائلی قوانین ١٩٦١ء کی دفعہ ٨ میں تبدیلی کردی جائے۔اسلامی نظریاتی کونسل ٢٠٠٨ء میں معروف اسکالر ڈاکٹر خالد مسعود یہ سفارش کر چکی ہے اس وقت تجویز کردہ وضاحت کے الفاظ یہ ہیں: ''بیوی کے مطالبۂ طلاق پر، عدالت شوہر کو طلاق دینے کے لیے کہے اور وہ طلاق دے دے تو یہ خلع ہے۔لیکن شوہر طلاق نہ دے یا عدالت میں حاضر نہ ہو یا مفقود الخبر ہو جائے اور عدالت یک طرفہ کارروائی کے ذریعے سے نکاح ختم کردے تو یہ 'فسخ نکاح' ہوگا'' (١١) اسلامک جوڈیشل سسٹم میں فسخ نکاح کی مندرجہ ذیل اولین اور بنیادی وجوہات، خواتین کے عائلی حقوق میں اساسی اہمیت کی حامل ہیں:

نکاح کے بعد جو بنیادی وجوہات (Reasons) خواتین کو شوہر کی طرف سے پیش آتی ہیں اور جن میں ابتلاء عام اور ضرر شدید ہے۔ان میں سے چند یہ ہیں:

١۔ خاوند نامرد ہو۔

٢۔ وہ مجنون ہو۔

٣۔ مفقود ولاپتہ ہو جائے۔

٤۔ شوہر موجود تو ہو مگر ظلم کرتا ہو۔

۵۔ نان ونفقہ نہ دیتا ہو۔

۶۔ نہ ہی طلاق دے۔

۷۔ نیز یہ کہ بیوی بچوں کو چھوڑ کر کسی اور جگہ چلا جائے اور نہ نان ونفقہ کا انتظام کرے اور نہ انہیں اپنے پاس بلائے اور نہ طلاق دے۔ان سب صورتوں میں ایک بات مشترک ہے کہ عورت کو فسخ کا حق حاصل ہے لیکن قاضی کی شرط لازم ہے۔یعنی عورت اپنا مقدمہ قاضی کی عدالت میں دائر کرے اور قاضی با قاعدہ شرعی تحقیق کے بعد تفریق وغیرہ کا حکم کرے۔(۱۲) یہ وہ بنیادی اسباب فسخ نکاح ہیں جن پر فقہاء کرام کی انتہائی مدلل اور مفصل توضیحات قدیم وجدید کتب فقہ میں استفادہ کے لیے موجود ہیں۔تاہم ہماری اس تحقیق کا محور ومقصد عصر حاضر میں پیش آمدہ وہ امراض ہیں جو مرد (Male) میں ازدواجی لحاظ سے عیوب کا درجہ رکھتی ہیں،اور جن سے میاں بیوی کی ازدواجی زندگی متاثر ہو رہی ہو۔لیکن ان امراض پر بات کرنے سے پہلے ہمیں عیوب کی حقیقت اور ماہیت کو بیان کرنا ضروری دیکھا جا رہا ہے۔

قرون اولی اور فسخ النکاح بالعیب

عیب کی تعریف:اس کا معنی ہے ناقص ہونا۔کہا جاتا ہے کہ یہ شے عیب والی ہے یعنی اس میں نقص ہے۔(۱۳) مرد میں کسی عیب،نقص وغیرہ کے ساتھ نکاح کا زائل ہو جانا عیب کی تعریف میں شامل ہے۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ زنا کاری شوہر کا ایسا عیب ہے جس سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے اگر ارتکاب زنا دخول سے پہلے ہو۔ اسی طرح اگر شوہر اپنی بیوی کو خرچہ نہ دے تو اس صورت میں عورت کو نکاح فسخ کرنے کے مطالبے کا حق ہے اور اس کا یہ مطالبہ منظور کیا جائے گا۔چاہے شوہر عسرت کی بنا پر خرچ نہ دیتا ہو یا کسی اور وجہ سے۔(۱۴) شادی سے قبل اگر کوئی مرض ہو اور وہ نہ بتایا جائے تو یہ از قسم تدلیس کے ہے جس میں خیار موجود ہوتا ہے جو زوجین میں سے کوئی بھی استعمال کر سکتا ہے۔ **عن ابن سیرین قال: بعث عمر بن الخطاب رجلا علی السعایة فاتا،فقال :تزدحت امراة ،فقال:احبز تهاالک عقیم لایولدلک ،قال:فاخبرها،وخیرها** (۱۵) ابن سیرین سے روایت ہے کہ عمر بن الخطابؓ نے ایک شخص کو سعایہ بھیجا،وہ وہاں سے آیا اور کہا، میں نے ایک عورت سے شادی کی ہے،پس کہا،کیا تو نے اسے خبر دی تھی کہ تو بانجھ ہے اور تجھ سے اولاد نہ ہوگی،کہا نہیں،فرمایا پس اسے خبر دے اور اسے اختیار دے دے۔(حضرت عمرؓ کے فیصلے سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر شادی سے قبل اس قسم کی کوئی چیز چھپائی گئی ہو تو اختیار باقی رہتا ہے۔ **ابن ادریس،عن ابیه،عن اظلم،قال: کان ابیی یقول فی المحثبولة والبرضاء،ان وخل فهیی امراته،وان لم یدخل فرق عینهما** (۱۶) روایت ہے کہ جنون اور برص کی صورت میں عورت کے ساتھ دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو ان کے درمیان تفریق کروا دی جائے گی۔

عورت میں عیب ہو تو حضرت علیؓ کی رائے یہ تھی کہ جب کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کر لے اور ہم بستری سے پہلے اس میں کوڑھ،دیوانگی،برص یا اندام نہانی کی کوئی بیماری دیکھ لے تو اسے نکاح فسخ کرنے کی اجازت ہے۔اگر دخول ہو جائے تو وہ اس کی بیوی بن جائے گی اور ہم بستری کی وجہ سے مہر کی رقم بھی ملے گی۔اب پھر اگر وہ چاہے گا تو رکھے گا اور اگر چاہے گا تو طلاق دے دے

گا۔اگر مرد میں ایسی کوئی بیماری ہو تو عورت کو حق حاصل ہے کہ وہ کسی بھی وقت فسخ نکاح کا مطالبہ کر سکتی ہے۔ایک شخص نے عورت سے نکاح کر لیا لیکن وہ نامرد نکلا عورت کو اس کا پتہ نہ تھا آپ نے ان دونوں میں علیحدگی کروادی۔(۱۷)

قیاس یہی ہے کہ ہر وہ عیب جس سے فریق ثانی متنفر ہو جائے اور مؤدت و محبت یعنی نکاح کا مقصود حاصل نہ ہو تو اس صورت میں اختیار دینا واجب ہے۔حضرت ابن عباس سے سند متصل کے ساتھ مروی ہے کہ فسخ کا اختیار اس وقت حاصل ہو گا جب خاوند نے مطلق طور پر نکاح کیا ہو یا جب اس نے سلامتی یا حسن کی شرط لگائی ہو اور اس کی بدصورتی ظاہر ہو جائے یا نوجوان اور کم سن ہونے کی شرط لگائی ہو لیکن وہ بڑھیا نکلے یا سفید فام ہونے کی شرط لگائی اور کالی نکلی یا کنواری ہونے کی شرط لگائی اور ثیبہ نکلی۔اگر یہ معاملہ خلوت سے پہلے ہوا تو کوئی مہر نہ ہو گا۔اور اگر خلوت کے بعد ظاہر ہوا تو عورت کو مہر کا حق حاصل ہو گا۔اور یہ تاوان ولی پر ڈالا جائے گا۔اگر اس نے دھوکا دیا ہے اور اگر خود عورت نے دھوکا دیا ہو تو مہر ساقط ہو جائے گا اور اگر اس کا مہر پر قبضہ ہو چکا ہے تو مرد اس سے مہر کی رقم واپس لے لے گا۔(۱۸)

مرد میں امراض سے متعلقہ فقہاء کی آراء کا جائزہ

آئمہ اربعہ کا اتفاق ہے کہ دو عیبوں کی وجہ سے تفریق جائز ہے اور وہ مجبوب اور عنین ہیں۔اور باقی عیبوں کے بارے میں چار آراء ہیں: اول۔امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کی رائے۔کہ تین عیوب (مجبوب، عنین، خصی) میں فسخ ہے اگر چہ یہ مرد میں ہوں اس لیے کہ یہ ایسے عیب ہیں کہ جو زائل نہیں ہو سکتے ہیں اور ان کا نقصان دائمی ہے اور ان عیوب کے ہوتے ہوئے ازدواج کے مقصود اصلی متحقق نہیں ہوتا تو الدو تناسل اور گناہوں سے بچنا لہذا تفریق ضروری ہے۔تاہم جنون، جذام، برص، رتق، قرن وغیرہ میں ان کی وجہ سے فسخ نہیں ہو گا۔(۱۹) دوم۔مالکیہ اور شوافع کی رائے:۔زوجین میں سے ہر ایک کو فسخ نکاح کا اختیار حاصل ہے جبکہ دوسرے زوج میں جنسی عیوب پائے جائیں یا نفرت والے مثلاً جنون جذام اور برص وغیرہ۔اور شوافع کے ہاں عیب سات ہیں مجبوب ہونا، عنین ہونا، جنون، جذام، برص، رتق، قرن۔پہلے دو مرد میں آخری دو عورت میں درمیان والے تین دونوں میں مشترک ہیں۔(۲۰) مالکیہ کے ہاں تیرہ عیب ہیں چار تو مرد اور عورت کے درمیان مشترک ہیں۔جنون، جذام، برص اور عذیطہ۔چار مرد کے ساتھ خاص ہیں خصی ہونا، مجبوب ہونا، عنین ہونا اور اعتراض۔اور پانچ عورت کے ساتھ خاص ہیں۔رتق، قرن، بدبو، غدود اور افضاء۔(۲۱) سوم:۔امام احمد کی رائے:۔جنسی عیوب کی وجہ سے یا نفرت دلانے والے عیوب کی وجہ سے سل اور سیلان کے امراض کی وجہ سے نکاح فسخ کر دیا جائے گا۔اور ان کے ہاں عیوب آٹھ ہیں تین میں مرد اور عورت دونوں شریک ہیں۔جذام، جنون اور برص اور دو کے ساتھ مرد خاص ہیں مجبوب اور عنین۔اور تین عورت کے ساتھ خاص ہیں۔رتق، قرن اور عفل۔قاضی ابویعلی نے قرن اور عفل کو ایک شمار کیا ہے اس لئے وہ سات عیوب کے قائل ہیں۔(۲۲) چہارم: زہری، ابوثور، شریح: اسے ابن القیم نے اختیار کیا ہے۔ہر وہ عیب جس سے زوجین میں سے کسی ایک کو نفرت ہو اس میں تفریق طلب کرنا جائز ہے چاہے وہ عیب مستحکم ہو یا مستحکم نہ ہو۔اس لیے کہ عقد تمام عیوب سے سلامتی پر تمام ہوا تھا۔جب سلامتی نہ رہی تو خیار ثابت ہو گیا۔(۲۳)

شرائط وضوابط

۱۔ تفریق کو طلب کرنا اس شخص کا حق ہے جس کو عیب کے ذریعے نقصان پہنچ رہا ہے۔ پس زوجین میں سے کسی ایک کی طرف سے تفریق کو طلب کرنا ضروری ہے۔ اگر مطالبہ نہ کیا جائے تو قاضی فسخ نہیں کروائے گا۔ کیونکہ فسخ دعوٰی اثبات پر موقوف ہے۔ اور عیب کا ثابت ہونا زوجین میں سے کسی ایک کے اقرار سے ہوگا۔ (۲۴) اور فسخ حاکم کے فیصلے کے ساتھ ہی جائز ہوگا۔ کیونکہ وہ اس میں مجتہد ہے۔ (۲۵)

۲۔ عیب واضح ہو۔ (۲۶) فسخ ان ہی امراض میں ہوگا جن کو طب خطرے کا سبب قرار دیتی ہے۔ زوجین میں سے کسی ایک کے لیے جیسے ایڈز، تھیلسیمیا وغیرہ۔

۳۔ اگر عیب دونوں میں سے کسی ایک میں عقد کے بعد پیدا ہوا ہو تو نکاح فسخ ہو جائے گا۔

۴۔ عقد کے وقت یا اس کے بعد عیب کا علم نہیں ہوا لیکن جب اسے علم ہوا تو وہ اس وقت راضی ہو گیا تو اس کے لیے بعد میں فسخ کا اختیار نہیں رہے گا۔

ابن قدامہ فرماتے ہیں کہ ہم اس کے خلاف نہیں کیونکہ اگر وہ اس عیب کے ساتھ راضی ہو گیا تو یہ عیب شدہ چیز کو خریدنے والے کی طرح ہو جائے گا۔ (۲۷)

وراثتی امراض کے سبب تفریق بین الزوجین

موروثی مرض ایسا عیب ہے جو نکاح کے مقاصد میں خلل ڈالتا ہے اور اولاد کو خوف میں مبتلا کرتا ہے۔ مقاصد کی پانچ صورتوں میں سے ایک صورت اس وجہ سے خطرے میں پڑ جاتی ہے۔ ویسے بھی بعض امراض چھونے سے ہوتے ہیں بعض وظیفہ زوجیت کی وجہ سے اور امراض کی صورت ایسی ہوتی ہے جن میں نفس دوسرے سے متنفر ہو جاتا ہے۔ ان سب صورتوں میں نکاح کا مقصد جو محبت و مؤدت ہے وہ فوت ہو جائے گا۔ اس لیے ہر ایسا عیب جو مقاصد نکاح میں خلل ڈالتا ہو اس سے عقد فسخ ہو جاتا ہے۔ اس لیے جب تک امراض کی متعدیت باقی ہوتی ہے اور ان کا علاج دریافت نہیں ہوتا اس وقت تک زوجین میں سے تندرست کو حقِ فرقت دینا عینِ حکمت ہے جو کہ مقتضائے شریعت ہے۔

طلاق و فسخ کے فرق سے متعلق قواعد فقہیہ

قاعدہ فقہیہ ہے: ”**کل قرية جاء تمن قبل المراة لابسبب من الزوج فهي فسخ وكل فرقة جاء ت من قبل الزوج فهي طلاق** (۲۸) ہر تفریق جو کہ عورت کی طرف سے ہو، نہ کہ مرد کے سبب کی وجہ سے ہو، تو یہ فسخ کہلائے گی، اور ہر تفریق جو کہ مرد کی طرف سے ہو اس کو طلاق کہا جائے گا۔ (اسی ضابطے کو دیگر اس انداز میں بھی بیان کیا گیا ہے: **كل فرقة جاء ت من قبل المراة فهي فرقة. بغير طلاق، كل فرقة جاء ت من قبل الزوج فهي طلاق** (۲۹) (ہر تفریق جو کہ عورت کی طرف سے ہو، تو یہ تفریق بغیر طلاق ہے، اور ہر تفریق جو شوہر کی طرف سے ہو، وہ طلاق ہے)۔ اسی طرح دیگر الفاظ میں اسی ضابطے

کو اس طرح سے بھی بیان کیا گیا ہے: **وان اختارت نفسها فهي فرقته طلاق لان الفرقته جاء ت من قبلها و كل فرقته جاء ت من قبل النساء ليس بطلاق** (۳۰) (اور اگر عورت نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو یہ تفریق بغیر طلاق ہے کیونکہ علیحدگی عورت کی طرف سے آئی ہے۔ اور ہر وہ علیحدگی جو عورت کی طرف سے آتی ہے وہ طلاق طلاق نہیں ہوتی۔)

ان ضوابط کا مقصد یہ ہے کہ زوجین میں فرقت اور تعلق کے انقطاع کی حقیقی نوعیت اور حقیقت کو بیان کیا جائے تا کہ ان کے مرتب ہونے والے آثار کو بھی زیر بحث لایا جا سکے۔ الفُرقۃ، فاء کے ضمہ سے، اس کا معنی علیحدگی اور فرق پیدا کرنا ہے۔ (۳۱) فقہاء کی اصطلاح بھی اہل لغت کے معانی سے نہیں نکلتی، اس طرح فقہاء کے الفاظ میں فرقت سے مراد شادی کے رابطہ کا تحلیل کرنا مراد ہے جس سے زوجین کا باہمی تعلق اسباب میں سے کسی سبب کی وجہ سے ٹوٹ جاتا ہے۔ اب یہ فرقت بالعموم دونوں باتوں پر مشتمل ہوتی ہے یا تو فرقت طلاق کے ساتھ ہوگی، یا فرقت بغیر طلاق کے ہوگی، اس بغیر طلاق والی فرقت کو فسخ کہتے ہیں۔ انہی الفاظ سے ان دونوں کی حقیقت کو ایک دوسرے سے ممتاز کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ مسلم فیملی لاء آرڈنیس کی شق نمبرے کے تحت خاوند طلاق دے سکتا ہے پھر وہ اس بات کا پابند ہے کہ وہ طلاق کے سرٹیفکیٹ کے اجراء کے لیے یونین کونسل یا تفویض کردہ اختیارات کے کسی گورنمنٹ ادارہ کو تحریری طور پر نوٹس جاری کرے پھر تیس دن کا وقت ہوگا کہ اگر اس میں کسی قسم کا کوئی سمجھوتا ہو سکتا ہو۔ نوے دن کی عدت کے بعد حکومتی ادارہ سرٹیفکیٹ جاری کر دیتا ہے۔ شق نمبر ۸ کے تحت باہمی طلاق کا فیصلہ بھی دیا جا سکتا ہے۔ جس میں میاں بیوی دونوں طلاق کے کاغذات پر دستخط کرتے ہیں اور حکومتی ادارہ طلاق کا سرٹیفکیٹ جاری کرتا ہے۔ اسی طرح اگر بیوی کو نکاح نامے میں طلاق کا حق دے دیا جائے تو وہ اس حق کو استعمال کر سکتی ہے۔ (۳۲) لیکن اگر بیوی کو یہ حق نہ ملے تو وہ خلع کا مطالبہ کر سکتی ہے۔ ایکٹ ۱۹۳۹ء میں عورت اپنے مالی حقوق سے دستبردار ہو کر قانونی طور پر خلع لے سکتی ہے۔ اس کی درج ذیل وجوہات ہیں:

۱۔ شوہر چار سال کے لیے کہیں غائب ہو جائے۔
۲۔ دو سال تک خرچہ نہ دے۔
۳۔ قانونی طریقہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے دوسری شادی کر لے۔
۴۔ خاوند کو سات سال کی جیل ہو جائے۔
۵۔ خاوند تین سال تک ازدواجی سرگرمیاں نہ پوری کر سکے۔
۶۔ اگر خاوند دو سال تک بہت زیادہ بیمار رہے۔
۷۔ اگر عورت کا نکاح ۱۶ سے ۱۸ سال کی عمر کے درمیان اس کی مرضی کے بغیر ہو جائے۔ تو ۱۸ سال کی عمر کے بعد وہ تنسیخ کا دعوی کر سکتی ہے۔
۸۔ خاوند ظلم کرے یا بیویوں میں انصاف نہ کرے۔

تو ان تمام صورتوں میں عدالت فیصلہ جاری کرے گی۔ اور یونین کونسلوں کو اطلاع دے گی اور عدت کے بعد تفریق مؤثر ہو جائے گی۔ (۳۳)

طلاق کی حقیقت شادی کو ختم کرنے کے ساتھ ساتھ شادی کے بعض حقوق کو برقرار بھی رکھتی ہے، جیسا کہ عدت، مسکن، نفقہ، وغیرہ۔ طلاق کی حقیقت میں یہ بھی شامل ہے کہ جہاں یہ نکاح کو تحلیل کرنے میں مؤثر ہے وہیں اگر نکاح کے وقت طلاق دینے کی شرط بھی لگا دی جائے (کہ وہ اتنے عرصہ کے بعد طلاق دے دے گا وغیرہ) تو یہ شرط باطل قرار پائے گی بوجہ اس کے کہ یہ عقدِ نکاح کے مقتضیٰ کے خلاف ہے۔ اسی طرح یہ شرط کہ وہ کبھی طلاق نہیں دے گا بھی باطل ہو جائے گی کہ یہ بھی عقد کے مقتضیٰ کے منافی ہے۔ **فانّ ارتداد أحد الزوجن فسخ في الحال** (۳۴) اگر زوجین میں سے ایک مرتد ہو جائے تو نکاح فی الحال فسخ ہو جائے گا۔

وہ حالات جن میں زوجین میں تفریق فسخ سمجھی جاتی ہے: میاں بیوی دونوں کافر ہوں، جب ان میں سے ایک اسلام قبول کرلے، پھر اس کی بھی دو حالتیں ہیں: زوجین دونوں کتابی ہوں اور شوہر اسلام قبول کرلے، تو نکاح اپنی حالت پر باقی رہے گا کیونکہ عورت کتابیہ ہے اور یہ عورت ایک مسلمان مرد کا محل نکاح بنتی ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ عورت اسلام قبول کرلے اور اس کا شوہر اپنے دین پر قائم رہے تو اسلام کی وجہ سے تفریق نہیں ہوگی، بلکہ اس کے شوہر پر اسلام پیش کیا جائے گا، اگر وہ اسلام قبول کرلے تو نکاح باقی رہے گا، اور اگر انکار کیا تو قاضی ان دونوں میں تفریق کرا دے گا کیونکہ ایک مسلمان عورت کا نکاح کافر سے جائز نہیں ہے۔ جیسے ابتداء کافر کا نکاح مسلمان عورت سے نہیں ہو سکتا اسی طرح یہ نکاح باقی بھی نہیں رہ سکتا۔

دوسری صورت یہ ہے کہ میاں بیوی دونوں مشرک یا مجوسی ہوں، ان میں سے ایک اسلام قبول کرلے، تو دوسرے پر اسلام پیش کیا جائے گا، اگر دوسرا فریق اسلام قبول کرلے تو نکاح باقی رہے گا، اور اگر انکار کرے تو قاضی ان دونوں کے درمیان تفریق کرا دے گا۔ کیونکہ ایک مشرکہ سے مسلمان کا نکاح درست نہیں ہے۔ اگر اسلام سے انکار عورت کی طرف سے ہو تو زوجین کے درمیان فرقت فسخ ہوگی، کیونکہ یہ فرقت عورت کی طرف سے آئی ہے اور وہ اس کا اسلام میں داخل ہونے سے انکار تھا۔ عورت کی طرف سے علیحدگی طلاق نہیں ہے، کیونکہ اس کو طلاق کا حق نہیں ہے تو یہ فسخ ہوگا۔ اگر اسلام قبول کرنے سے خاوند انکار کرے تو فرقت کو امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے قول کے مطابق طلاق کہا جائے گا، امام ابو یوسف کے قول کے مطابق فرقت بغیر طلاق کہا جائے گا۔ (۳۵)

اسی طرح میاں بیوی میں سے کسی ایک کا اسلام سے مرتد ہو جانا بھی اسی حکم میں شامل ہے، اس کی علت یہ بنائی ہے کہ مرتد ہو جانا مثل موت کے ہے، اور میت محلِ نکاح نہیں رہتی۔ مرتد سے نکاح ابتداءً ہی درست نہیں ہے اس لیے باقی بھی نہیں رہے گا کیونکہ مرتد ہونے کے ساتھ کوئی عصمت نہیں اور ملک نکاح زوال عصمت کے ساتھ قائم نہیں رہ سکتی۔ مذہب حنفی کے مطابق عورت کا مرتد ہونا بغیر اختلاف کے طلاق کے بغیر فرقت ہے، لیکن مرد کا مرتد ہونا امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے قول کے مطابق فسخ ہے، جبکہ امام محمد کے نزدیک طلاق کے ساتھ فرقت ہے۔ (۳۶) چھوٹے شوہر یا چھوٹی زوجہ کے حد بلوغ تک پہنچنے پر فرقت کا اختیار۔ یہ فرقت قاضی کے تفریق کئے بغیر واقع نہیں ہوتی اور یہ فسخ ہوگا حتی کہ اگر شوہر چھوٹی عمر کی زوجہ پر داخل نہ بھی ہوا ہو۔ (۳۷)

ان انواعِ تفریق کے علاوہ کسی بھی قسم کی تفریق جو کہ شوہر کی طرف سے یا اس کی طرف سے کسی سبب کی وجہ سے ہو تو اس کو احناف طلاق قرار دیتے ہیں اور اسی بنیاد پر وہ فسخ کو طلاق سے الگ کرتے ہیں (Separation) فرقت جو کہ عورت کی طرف سے

ہو جس کا کوئی سبب شوہر نہ ہو تو اس کو فسخ کہا جائے گا جیسا کہ عورت کا مرتد ہونا، عورت کا خیار بلوغ اور عدم کفو۔ ہر تفریق جو شوہر کی طرف سے ہو اس کو طلاق کہا جائے گا جیسا کہ ایلاء، نامردی وغیرہ۔(۳۸) اس ضابطے سے مندرجہ ذیل امور واضح ہوتے ہیں:

اگر زوجین کے درمیان تفریق فسخ کے ذریعے حاصل ہو تو اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ مرد کو جو طلاق کا عدد بطور اختیار دیا گیا ہے اس میں کمی نہ ہوگی۔ اگر ہم اس کو طلاق کہیں گے تو طلاق کے عدد میں کمی (بوجہ اس کے استعمال کے) ہو جائے گی۔

فسخ کے ذریعے فرقت کی عدت کے دوران طلاق واقع نہیں ہوگی۔ الا یہ کہ اس کا سبب مرتد ہونا یا اسلام سے انکار ہو کہ اس صورت میں حنفیہ کے ہاں زجراً اور عقوبتاً طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ جبکہ طلاق کی عدت کے دوران بھی اور طلاق واقع ہو جاتی ہے۔(۳۹)

اگر فسخ، دخول (Material Legal Sex) سے قبل ہو جائے تو عورت کو مہر میں سے کچھ نہیں ملے گا، جبکہ دخول سے قبل طلاق کی صورت میں نصف مہر مسمیٰ ملے گا اور اگر مہر مسمیٰ نہیں ہوگا تو عورت کو متعہ ملے گا۔(۴۰) دلائل: اس کے قائلین کا استدلال یہ ہے کہ طلاق اسی کی معتبر ہے جس کے ہاتھ میں طلاق ہو۔ جیسا کہ آپ ﷺ کا فرمان ہے۔ **انما الطلاق لمن اخذ بالساق** (۴۱) اس لیے ہر فرقت جو کہ خاوند کی طرف سے ہو تو وہ طلاق ہے، جبکہ عورت کے ہاتھ میں طلاق نہیں ہے اس لیے ہر فرقت جو کہ عورت کی طرف سے ہو اور خاوند کا اس میں عمل دخل نہ ہو تو وہ طلاق نہیں ہے۔(۴۲) اگر شوہر میں کوئی عیب ثابت ہو جائے جیسے نامردی، خصی ہونا، ہیجڑا ہونا وغیرہ، تو اس میں عورت کی مرضی سے نکاح ختم ہوگا اور یہ فرقت طلاق کہلائے گی، کیونکہ فرقت کا سبب مرد کی طرف سے آیا ہے، اگرچہ تفریق کا مطالبہ عورت کی طرف سے ہے۔(۴۳) جو فرقت زوجین کے درمیان ایلاء کے ذریعے سے حاصل ہو تو وہ طلاق ہوگی، کیونکہ اس کا سبب خاوند ہے۔(۴۴) خلع کے ذریعے سے تفریق فسخ ہوگی طلاق نہیں ہوگی کیونکہ وہ عورت کی طرف سے ہے۔ یہ قول ہے امام ابوحنیفہ کا۔(۴۵) اگر زوجین کے درمیان فرقت دخول سے قبل ہو اور اس کا سبب مرد کی طرف سے ہو، تو نصف مہر اس کو ملے گا، اور اگر زوجین کے درمیان فرقت دخول سے قبل پیدا ہوا اور سبب بیوی کی وجہ سے ہو تو اس کا مہر اور متعہ ساقط ہو جائیں گے۔ یہ حنابلہ کا قول ہے۔(۴۶) ضرر کا مفہوم: **الضر والضَّرَر: ضد النفع النقصان وفی الحدث: "لا ضَرَرَ ولا ضِرَار"، : لا ضرٌ الرجل خا ابتداء ولا جزاء .والضرارةُ: ذابُ البصر والنقص فی الموال والنفس.**(۴۷) ضرر نفع کی ضد ہے یعنی نقصان۔ اور حدیث پاک میں ہے۔) نہ نقصان دیا جائے اور نہ ہی نقصان لیا جائے) یعنی کوئی آدمی نقصان نہ پہنچائے اپنے بھائی کو ابتدائی طور پر اور نہ ہی بدلے کے طور پر۔ ضرارہ کا معنی ہے بینائی کا ختم ہو جانا۔ اور مالوں اور جانوں میں نقصان کو بھی کہتے ہیں۔

ضرر کی اقسام

ضرر کی علماء کے ہاں چار قسمیں ہیں۔

۱۔ الضرر المؤدالوقوع: ایسا ضرر جو یقینی طور پر واقع ہونے والا ہے۔ اور وہ ضرر مالک کے اپنے مِلک میں تصرف پر مترتب ہوتا ہے۔

۲۔ الضرر الغالب وقوعہ: ایسا ضرر جو عام طور پر واقع ہونے والا ہو۔ اور وہ ایسا ضرر ہے جو کام کرنے کے وقت اکثر واقع ہوتا ہے۔ اور یہ حالت پہلی حالت کے ساتھ ملتی ہے۔ اور وہ ضرر کے واقع ہونے وقت اس میں پختہ ہوتا ہے۔ کیونکہ غالب

گمان احکام عملیہ میں یقین کے قائم مقام ہوتا ہے۔

۳۔ الضرر الکثیر غر الغالب: ایسا ضرر جو اکثر غالب نہیں ہوتا۔اور وہ یہ ہے کہ فساد کا مرتب ہونا عمل پر زیادہ ہوتا ہے۔جب وہ اپنی ذات میں واقع ہو جائے۔لیکن اس کا واقع ہونا گمان پر غالب نہیں ہوتا۔

۴۔ الضرر القلل:.ایسا ضرر جو کم واقع ہوتا ہے۔اور وہ ایسا ضرر ہے جو اس چیز کے حق میں استعمال پر مترتب ہوتا ہے۔نادر الوقوع ہے یا وہ ذات میں کم ہوتا ہے۔اور وہ ایسا ہوتا ہے کہ اس کے کم ہونے کی وجہ سے اس کی طرف توجہ نہیں کی جاتی۔(۴۸)

فسخ بوجہ ضرر: قاعدہ ''**الضَّرَرُ عُذر ف فَسخِ العَقدِ اللازِمِ**''(۴۹) عقد لازم میں ضرر فسخ کا عذر ہے۔ اس قاعدہ کے دیگر صیغے یہ ہیں:

ثبوت حق **الفسخ لمعن دفع الضرر**۔(۵۰) فسخ کے حق کے ثبوت کا مقصد ضرر کو دفع کرنا ہے۔ **وَجَبَ لَهُ حَقّ الفَسخِ دَفعًا لِلضَّرَرِ**۔(۵۱) ضرر کو دور کرنے کے لیے فسخ کا حق واجب ہے۔اس کے ساتھ ملحق قواعد کلیہ یہ ہیں: الضرر زال (۵۲) (ضرر کو زائل کیا جائے گا۔) الجارۃ تفسخ بالعذار۔(۵۳) (اجارہ عذروں کی وجہ سے فسخ کر دیا جاتا ہے۔) العقد ذا تعذر مضاؤ نفسخ (۵۴) (عقد جب اس کو پورا کرنے سے معذوری آجائے تو اسے فسخ کر دیا جائے گا۔) **التفاسخ فی العقود الجائزۃ مت تضمن ضررا علحد المتعاقدن و غرما ممن بہ تعلق بالعقد لم جز ولم نفذ**۔(۵۵) (جائز عقود میں تفاسخ تب ہوگا جب متعاقدین میں سے ایک کو یا ان کے علاوہ ایسے شخص کو ضرر لاحق ہو جس کا اس عقد سے تعلق ہو، تو نہ ہی یہ جائز رکھا جائے گا اور نہ ہی اسے نافذ کیا جائے گا۔) (العقد اللازم: وہ ایسا عقد ہے جس سے رجوع متعاقدین میں سے کسی ایک کے اکیلے ارادۃً رجوع کرنے سے نہ ہو بلکہ اس سے رجوع دونوں کی رضا مندی سے ہو یا قاضی کے فیصلے سے ہو۔جیسا کہ بیع الصرف، بیع السلم، تولی، تشریک، معاوض پر صلح، حوالہ، اجار، مساقا، اجنبی کا ہبہ قبضہ کرنے کے بعد، مہر، خلع کا عوض وغیرہ۔اس قاعدہ میں ضرر سے مراد ایسا ضرر ہے جو کہ عاقد پر عقد کی وجہ سے لازم ہو۔قاعدہ کا معنی یہ بنتا ہے، کہ عاقدین میں سے کوئی ایک یا دونوں کو اگر عقد جاری رکھنے کی وجہ سے ضرر لاحق ہو تو یہ ضرر ایسا عذر ہے جس کی وجہ سے حق فسخ ثابت ہوتا ہے تاکہ اس سے ضرر کو دور کیا جا سکے۔اور اگر ضرر نہ پایا جائے تو اس کو فسخ نہیں کہا جائے گا۔کیونکہ شریعت میں فسخ صرف دفع ضرر کے لیے ہے۔(۵۷)

یہ قاعدہ بہت اہم ہے اور اس کا لوگوں کی زندگی اور ان کے روزمرہ کے معاملات میں بہت گہرا اثر ہے۔اس قاعدہ سے شریعت اسلامیہ کی نرمی، لچک، حقیقت پسندی اور لوگوں کی مصلحتوں کی رعایت کرنا واضح ہوتا ہے۔عقد لازم کو متعاقدین کے لیے اتنا پختہ نہیں کیا جاتا کہ وہ ہر وقت اور ہر صورتحال میں باقی رہے اور اس سے کبھی بھی الگ نہ ہوا جا سکے۔نہ ہی شریعت جائز عقود کو ایسا بناتی ہے کہ متعاقد جب چاہے اس کو ختم کر دے بلکہ متعاقدین کے حالات و واقعات کی رعایت رکھتے ہوئے اس فریق کو جس کو ضرر لاحق ہو، فسخ کا حق دیتی ہے۔

خلاصۂ کلام

اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ جو بھی عقد ہوتا ہے وہ شرعی نظام اور قضاء کا حصہ بنتا ہے اور ان عقود کو پورا کرنا بھی اللہ تعالیٰ

کا حکم ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: یاایھا الذین امنوا اوفو بالعقود (۵۹) (اے ایمان والو اپنے عقود پورے کرو۔) عقود میں مقاصد کے اسباب کی تحصیل بھی مقاصد میں شامل ہوتی ہے۔لیکن جب ان عقود میں حالات وواقعات کی وجہ سے ایسے عذر پیدا ہوں کہ اس عقد کو برقرار رکھنے کی صورت میں عاقدین میں سے کسی ایک کو یا دونوں کو ضرر لاحق ہو تو ایسے حالات میں شارع الحکیم نے اس سے ضرر کو دور کرنے کے لیے فسخ کا اختیار اس کو دیا ہے۔

جس سے ہم مندرجہ ذیل امور کو بطریق احسن نبجلا سکتے ہی:

- ☆ فسخ نکاح کے عدالتی فیصلوں کو قرآن وسنت کے مطابق بنانے کے لیے تجاویز پیش کرنا۔
- ☆ عدالتی فیصلے میں سہولت پیدا کرنے کے لیے فسخ کے شرعی احکامات سے تفریق کے فیصلہ میں سہولت پیدا ہو۔
- ☆ فسخ نکاح کے شرعی اصولوں کے استعمال سے خواتین کے حقوق کے تحفظ کو یقینی بنانا۔
- ☆ احتیاطی تدابیر کے تحت نکاح کا پیغام دینے والوں میں سے کسی کے اندر اگر کوئی ایسی بیماری ہو جو متعدی ہوسکتی ہو یا مقاصد نکاح میں اثر انداز ہوسکتی ہو تو جو بھی آج کل کی نئی تکنیک دستیاب ہیں مثلاً برقی شعاعیں، تجزیہ تحلیل اور جینیٹک ٹیسٹ کے ذریعے ان کی جانچ پڑتال کروائی جائے۔
- ☆ شادی سے پہلے طبی جانچ کے بہت سے فائدے ہیں اس سے متعدی اور مہلک بیماریوں کی جانچ ہو جاتی ہے اور اس طرح مفاسد نکاح سے بچا جا سکتا ہے۔تاہم جینیٹک سائنس کے کچھ منفی اثرات بھی ہوتے ہیں۔اور کچھ ممنوعات شرعیہ بھی ہیں مثلاً ستر کا ظاہر ہونا یا انسان کچھ ایسی بیماریوں میں مبتلا ہوتا ہے جن کا جاننا دوسروں کے لیے نقصان دہ ہوتا ہے اور اس انسان کے مستقبل پر بھی برا اثر پڑتا ہے، تو ہمیں ساتھ ہی اس کا خیال بھی رکھنا ہوگا۔البتہ اگر شرعی طور پر پردہ کا لحاظ کرتے ہوئے جینیٹک ٹیسٹ کے لیے طبی معائنہ ہو تو شرعاً ممنوع نہیں۔شادی سے پہلے اگر کوئی فریق طبی معائنے کی شرط لگائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

شادی سے قبل جینیٹک ٹسٹ کے سوا دیگر طبی معائنوں پر فریقین کی رضا مندی ان کے Domestic Relation کو بہتر اور مضبوط بنانے میں مدد دے سکتا ہے۔اس طرح شادی کے وقت اگر دونوں میں سے کسی کو بھی کوئی متعدی مرض لاحق ہے تو دوسرے سے اسے چھپانا جائز نہیں۔اگر بیماری کو چھپایا گیا اور اس کی وجہ سے دوسرے کو اس بیماری کے لگنے کا خطرہ ہو یا اس سے اس کی موت واقع ہو جائے تو اس کا سبب بننے والا فریق شریعت کے احکام اور اس کے ضابطے کی روشنی میں اس سلسلے کی تمام سزاؤں اور معاوضوں کا ذمہ دار ہونا چاہیے۔اسلام کے عائلی نظام میں خواتین کے حقوق کو ہر لحاظ سے foundational stone کی حیثیت رہی ہے جس نے معاشرتی اعتبار سے بھی خواتین کی Empowerment کو یقینی بنایا ہے۔ازدواجی زندگی کے عدم استحکام میں جہاں طلاق کا اختیار مرد کو دیا گیا اس کے ساتھ ہی خواتین کو خلع اور فسخ نکاح جیسی رعایت بھی دی گئی ہے جو کہ دین اسلام کی Uniqueness اور وسعت کی علامت ہے۔

حوالہ جات

(۱) محمد بن مکرم بن علی، ابوالفضل، جمال الدین ابن منظور الانصاری الرویفقی الافریقی، لسان العرب، دار صادر، بیروت، الطبعۃ الثالثۃ، ۱۴۱۴، ج۱، ص۲۶۰

(۲) موسوعۃ الفقھیۃ الکیتیۃ، وزارۃ الأوقاف والشئون الاسلامیۃ الکویت من۱۴۰۴۔۱۴۲۷ھ۔ ج۱۹، ص۲۳۶

(۳) محمد بن عبدالرزاق الحسینی، ابوالفیض، المقلب بمرتضی، الزبیدی تاج العروس من جواھر القاموس، ج۷، ص۳۱۹

(۴) محمد رواس قلعجی، حامد صادق قنیبی، معجم لغۃ الفقھا، درا النفائس للطاعۃ والنشر والتواریخ، ۱۴۰۸ھ، ۱۹۸۸م، ج۱، ص۳۴۶

(۵) علاءالدین ابوبکر بن مسعود بن احمد الکاسانی الحنفی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، دار الفکر، بیروت، ج۲، ص۴۹۷

(۶) الزاحیلی ذھبتہ بن مصطفیٰ، الفقہ الاسلامی وادلشۃ، دار الفکر، سوریۃ، دمشق، ج۴، ۲۰۰۳۱۵۰/الدکتور ھبہ الزحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتۃ، دارالاشاعت اردو بازار کراچی، ۲۰۱۲م

(۷) مولانا محمد عبدالحئی فرنگی محلی، مجموعہ الفتاوی، شہزاد پبلشرز لاہور، ج۲، س۲۶

(۸) htttp://www.anwar-e-islam.org/node/23921#.V6W6Auh97IU

(۹) شمس الدین ابی عبداللہ محمد بن قیم الجوزیہ، زادلمعاد، مالک نفیس اکیڈمی کراچی، ۱۹۷۵ء، ج۴، ص۱۱۸

(۱۰) ابومحمد علی بن احمد بن سعید بن حزم الاندلیسی القرطبی الظاہری، المحلی بالآثار، دارالفکر، بیروت، ج۱۰، ص۳۵۷

(۱۱) http://www.javedahamidi.com/ishraq/view.khula-aur-tankish-e-nikah

(۱۲) مولانا اشرف علی تھانوی، حیلۂ ناجزہ، دراالاشاعت اردو بازار کراچی، ۱۹۸۷ء، ص۱۴۷۔۱۴۸

(۱۳) لسان العرب، ج۱، ص۶۳۳

(۱۴) محمد رواس قلعجی، مترجم مولانا عبدالقیوم، الموسوعہ، ۴ فقہ حضرت علی، ادارہ معارف اسلامی، لاہور، ۱۹۹۲ء، ص۵۶۵۔۵۶۶

(۱۵) ابوبکر عبدالرزاق، المصنف، ج۶، ص۱۶۲، حدیث نمبر ۱۰۳۴۶

(۱۶) ابوبکر بن ابی شیبۃ، عبداللہ بن مد بن ابراہیم بن عثمان بن خواستی العبی، المصنف فی الاحادیث والآثار، مکتبۃ الرشد، الریاض، ۱۴۰۹، ج۳، ص۸۶، حدیث نمبر ۱۶۲۹۶

(۱۷) محمد رواس قلعجی، مترجم مولانا عبدالقیوم، الموسوعہ، ۴ فقہ حضرت علی، ادارہ معارف اسلامی، لاہور، ۱۹۹۲ء، ص۵۶۳

(۱۸) زادالمعاد، ج۴، ص۱۳۶

(۱۹) احمد بن علی بن حجر ابوالفضل العسقلانی الشافعی، فتح الباری شرح صحیح البخاری، دارالمعرفۃ، بیروت، ۱۳۷۹ھ، ج۴، ص۲۹۹

(۲۰) مغنی المحتاج، ج۴، ص۳۴۱

(۲۱) شرح مختصر خلیل للخرشی، ج۳، ص۲۳۷

(۲۲) عبدالرحمٰن بن محمد بن احمد بن قدامۃ المقدسی الجماعیلی الحنبلی، ابوالفرج، الشرح الکبیر علی متن المقنع، دارالکتاب العربی للنشر والتواریخ، ج۷، ص۵۸۶

(۲۳) الفقۃ الاسلامی وادلتہ کراچی، ج۹، ص۳۶۱۔۳۶۲

(۲۴) احمد بن محمد بن احمد العدوی، ابوالبرکات الشہیر بالدردیر، شرح الکبیر، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۹۹۶ء، ج ۹ ص ۴۰۷

(۲۵) بالدردیر، شرح الکبیر، ج ۹ ص ۸۰۴

(۲۶) حاشیۃ الدسوقی، ج ۳ ص ۱۰۵

(۲۷) ابن قدامۃ، ابومحمد موفق الدین عبداللہ بن احمد بن محمد بن قدامۃ الجماعیلی المقدسی ثم الدمشقی الحنبلی، المغنی، دار الحدیث القاہرہ، ۲۰۰۴ء، ج ۹ ص ۴۰۲

(۲۸) غمز عیون البصائر فی شرح الاشباہ والنظائر، ج ۲ ص ۱۰۴

(۲۹) زین الدین بن ابراہیم بن محمد، المعروف بابن نجیم المصری، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، الناشر: دار الکتاب الاسلامی، ج ۳ ص ۱۳۰

(۳۰) ابوعبداللہ محمد بن الحسن بن فرقد الشیبانی، المحقق: مہدی حسن الکیلانی القادری، الحجۃ علی اہل المدینۃ، عالم الکتب، بیروت، البطعۃ: الثالثۃ، ۱۴۰۳، ج ۴ ص ۲۰

(۳۱) محمد بن عبدالرزاق الحسینی، ابوالفیض، الملقب بمرتضی، الزبیدی تاج العروس من جواھر القاموس، ج ۲۶ ص ۲۹۸

(۳۲) http://www.vakilno1.com/saarclaw/pakistan/muslim-family-laws-ordinanc-1961.html

(۳۳) Law of Divorce by Barrister Ali Shaikh p3-9,http://lgkp.gov.pk/wp-content/uploads/2014/03/Dissolution-of-Mulsim-Marriages-Act-1939.pdf

(۳۴) شرح الاحکام الشرعیۃ فی الاحوال الشخصیۃ لقدری باشا، ج ۱ ص ۱۴۷

(۳۵) علاء الدین ابوبکر بن مسعود بن احمد الکاسانی الحنفی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، دار الکتب العمیۃ، ۱۴۰۶ء - ۱۹۸۶م، ج ۲، ص ۲۳۶-۲۳۷

(۳۶) بدائع الصنائع، ج ۲ ص ۳۳۷

(۳۷) حاشیۃ ابن عابدین علی الدر المختار، ج ۳ ص ۷۰

(۳۸) المبسوط للسرخسی، ج ۵ ص ۴۷

(۳۹) عاشیۃ ابن عابدین علی الدر المختار، ج ۳ ص ۳۱۳

(۴۰) الفقہ الاسلامی وادلتہ للدکتور وھبۃ الزحیلی، ج ۴ ص ۳۱۵۳

(۴۱) ابن ماجہ فی سنۃ، ج ۱ ص ۶۷۲، حدیث نمبر ۲۰۸۱، من حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما

(۴۲) الحجۃ علی اہل المدینۃ، للشیبانی، ج ۳ ص ۵۰۶-۵۰۷

(۴۳) بدائع الصنائع، ج ۲ ص ۳۳۶: محمد زید الابیانی مختصر شرح الاحکام الشرعیۃ فی الاحوال الشخصیۃ، ج ۱ ص ۲۷۱

(۴۴) البحر الرائق، ج ۴ ص ۶۵

(۴۵) محمد بن علی بن محمد بن عبداللہ الشوکانی الیمنی، نیل الاوطار، تحقیق: عصام الدین الصباطبی، دار الحدیث، مصر، الطبعۃ: الاولی، ۱۴۱۳ھ - ۱۹۹۳م، ج ۶ ص ۱۹۵

(۴۶) البھوتی، منصور بن یونس بن صلاح الدین ابن حسن بن ادریس البھوتی الحنبلی، کشاف الاقناع عن متن الاقناع، دار الکتب العلمیۃ، ج ۵ ص ۱۴۹

(۴۷) محمد عمیم الاحسان المجد دی البرکتی، التعریفات الفقھیۃ، دارالکتب العلمیۃ، الطبعۃ: الاولی، ۱۴۲۴ھ- ۲۰۰۳م، ج ۱، ص ۱۳۳

(۴۸) اللفقہ الاسلامی وادلتہ، ج ۲، ص ۴۵۸۵

(۴۹) السرخی، محمد بن احمد بن ابی سھل شمس الائمۃ، المبسوط، دارالمعرفۃ بیروت، ۱۴۱۴ھ- ۱۹۹۳م، ج ۲۳، ص ۲۵

(۵۰) المبسوط، ج ۸، ص ۳۵

(۵۱) عثمان بن علی بن محجن البارعی، فخر الدین الزیلعی الحنفی، تبیین الحائق شرح کنز الدقائق وحاشیۃ الشبلی: المبطعۃ الکبری الامیریۃ، بولاق، القاہرہ، ۱۳۱۳، ج ۵، ص ۱۷۰

(۵۲) السیوطی، عبدالرحمٰن بن ابی بکر، جلال الدین، الاشباوالنظائر، دارلکتب العلمیۃ، الاولی، ۱۴۱۱ھ- ۱۹۹۰م، ج ۱، ص ۸۳

(۵۳) علاء الدین ابوبکر بن مسعود بن احمد الکاسانی الحنفی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، دارالکتب العمیۃ، ۱۴۰۶ء-۱۹۸۶م، ملک کاسانی، ج ۴، ص ۱۹۷

(۵۴) عزالدین عبدالعزیز بن عبدالسلام، قواعد الاحکام فی اصلاح الانام، دارالقلم، دمشق ۱۴۲۱ھ، ج ۲، ۹۶

(۵۵) زین الدین عبدالرحمٰن بن احمد بن رجب الحنبلی، المحقق: ابوعبیدہ مشہور بن حسن آل سلمان، تقریر القواعد وتحریر الفوائد (المشہور بـ قواعد ابن رجب) دار ابن عفاللنشر والتواریخ، المملکۃ العربیۃ السعودیۃ، الطبعۃ: الاولی، ۱۴۱۹ھ، ج ۱، ص ۴۹۹

(۵۶) الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ، ۳۰، ص ۲۲۸-۲۲۹

(۵۷) سلیمان بن محمد بن عمر البجیرمی المصری الشافعی، تحفۃ الحبیب علی شرح الخطیب، حاشیۃ البجیرمی علی الخطیب، درالفکر، ۱۴۱۵ھ- ۱۹۹۵م، ج ۳، ص ۵۱۹: الکافی فی فقہ الامام احمد، ج ۳، ص ۲۳۶

(۵۸) زین الدین عبدالرحمٰن احمد بن رجب الحنبلی، المحقق: ابوعبیدۃ مشہور بن حسن آل سلمان، تقریر القواعد وتحریر الفوائد (المشہور بـ قواعد ابن رجب) دار ابن عفاللنشر والتواریخ، المملکۃ العربیۃ السعودیۃ، الطبعۃ: الاولی، ۱۴۱۹ھ، ج ۱، ص ۱۱۰

(۵۹) المائدہ: ۱